رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵
ٹیلیفون نمبر ۹۱

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ — عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

اللہ اکبر

الفضل

روزنامہ — قادیان

THE DAILY ALFAZL QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ الفضل قادیان

شرح چندہ پیشگی
سالانہ ۵ — ششماہی ۸ — سہ ماہی ۱۲

قیمت فی پرچہ ایک آنہ
قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۸

جلد ۲۵ | مورخہ ۳۰ شوال ۱۳۵۵ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۴ جنوری ۱۹۳۷ء | نمبر ۱۰

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۲ جنوری۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۸ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی بخیر و عافیت ہیں۔

حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کو سر درد اور متلی کی تکلیف ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

تحقیقاتی کمیشن صدر انجمن احمدیہ کے ارکان حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب صدر۔ جناب غلام محمد صاحب اختر سکرٹری راجہ علی محمد صاحب۔ اور شیخ عبدالحمید صاحب آڈیٹر نے کل اپنا کام ختم کیا۔ اور بعض ممبر صاحبان واپس تشریف لے گئے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تبتل الی اللہ میں انتہائی کمال انسان کو روح اللہ کے مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے

"جب انسان خدا تعالےٰ کے احسانات سے ہدایت پاکر دن بدن حق اور حقانیت کی طرف ترقی کرتا ہے۔ اور نفس اور نفسانی امور کو چھوڑتا جاتا ہے۔ تو آخری انتہائی نقطہ اس کے تصفیۂ نفس کا یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ بکلی ظلمتِ نفس اور جذباتِ نفسانیہ سے باہر آکر اور جسم کو جو خیمہ گاہِ نفس ہے اور ختۂ جسمانیہ سے دھوکر ایک مصفّٰے قطرہ کی طرح ہو جاتا ہے۔ اس وقت وہ خدا تعالےٰ کی نظر میں فقط ایک روح مجرد ہوتا ہے۔ جو گدازش نفس کے بعد باقی رہ جاتا ہے اور اطاعتِ کاملہ مولےٰ میں ملائک سے ایک مشابہت پیدا کر لیتا ہے۔ تب اس مقام پر پہنچکر عند اللہ اس کا حق ہوتا ہے۔ جو اس کو روح اللہ اور کلمۃ اللہ کہا جائے یہ معنے ایک طور سے اس حدیث سے بھی نکلتے ہیں۔ جو ابن ماجہ اور حاکم اپنی کتابوں میں لائے ہیں۔ کہ لا المھدی الا عیسیٰ یعنی مہدی کے کامل مرتبہ پر وہی پہنچتا ہے جو اوّل عیسےٰ بن جائے۔ یعنی جب انسان تبتل الی اللہ میں ایسا کمال حاصل کرے۔ جو فقط روح رہ جائے۔ تب وہ خدا تعالےٰ کے نزدیک روح اللہ ہو جاتا ہے۔ اور آسمان میں اس کا نام عیسےٰ رکھا جاتا ہے اور خدا تعالےٰ کے ہاتھ سے ایک روحانی پیدائش اس کو ملتی ہے۔ جو کسی جسمانی باپ کے ذریعہ سے نہیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے فضل کا سایہ اس کو وہ پیدائش عنایت کرتا ہے۔ پس درحقیقت تزکیہ اور فنا فی اللہ کا کمال یہی ہے۔ کہ ظلماتِ جسمانیہ سے اس قدر تجرد حاصل کرے۔ کہ فقط روح باقی رہ جائے یہی مرتبہ عیسویت ہے۔ جس کو خدا تعالےٰ چاہتا ہے۔ کامل طور پر عطا کرتا ہے۔

بونس آئیرز ارجنٹائن میں نماز عید ایک احمدی مجاہد نے پڑھائی

مولوی رمضان علی صاحب مولوی فاضل مجاہد بونس آئیرز اپنے تازہ مکتوب میں اطلاع دیتے ہیں کہ عید کے موقعہ پر عرب مسلمانوں نے اپنے علماء کو چھوڑ کر ان سے درخواست کی۔ کہ عید کی نماز کی امامت کرائیں چنانچہ مولوی صاحب نے خطبہ عید پڑھا جسے بے حد پسند کیا گیا۔ اور مولوی صاحب کی تحریک پر حاضرین نے ڈیڑھ پاؤنڈ رقم صدقہ عید الفطر فنڈ میں پیش کی جسے صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں مسلمانانِ بونس آئیرز کی طرف سے جمع کرایا جائے گا۔ احباب سے استدعا ہے۔ کہ مولوی صاحب کی کامیابی کے لئے دُعا فرمائیں۔ تا احمدیت جلد سے جلد اس علاقہ میں ترقی کرے ؎

سکرٹری شن ہائے بیرون ہند تحریک جدید قادیان

مقدمہ قبرستان کی سماعت

بٹالہ ۱۲ جنوری ۱۹۳۷ء۔ آج پھر مقدمہ قبرستان کی سماعت کی تاریخ تھی۔ جملہ ملزمین معہ اپنے معزز وکلا موجود تھے۔ مجسٹریٹ صاحب دورہ پر تھے۔ اور ۲½ بجے کے قریب تشریف لائے اس لئے کوئی کارروائی نہ ہو سکی۔ اور سماعت کل پر ملتوی ہوئی ؎

مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

(۱) سال سوم کی تحریکِ جدید کے اعلان پر ایک ماہ سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ کیا اس عرصہ میں آپ نے اپنے فرائض کو ادا کر دیا؟

(۲) تحریکِ جدید کے وعدوں کی آخری میعاد ۳۱ جنوری ہے۔ اس تاریخ کے بعد کوئی وعدہ قبول نہ کیا جائے گا۔ سوائے ان ممالک کے جن کو مستثنےٰ کیا گیا ہے ؎

(۳) مومن کی علامت یہ ہے کہ وُہ سابق بالخیرات ہوتا ہے پس آپ کا صرف یہی فرض نہیں۔ کہ ۳۱ جنوری سے پہلے اپنے وعدے سے اطلاع دیدیں۔ بلکہ جسقدر پہلے آپ وعدہ لکھاتے ہیں۔ اسی قدر زیادہ ثواب کے آپ مستحق بنتے ہیں ؎

(۴) تحریکِ جدید کا وعدہ پورا کرنیکی آخری میعاد ہندوستان کیلئے ۳۱ دسمبر ہے لیکن جو شخص جسقدر جلد پہلے رقم ادا کرتا ہے۔ اتنا ہی ثواب کا زیادہ مستحق ہے سوائے اسکے جو خدا تعالیٰ کی نگاہ میں معذور ہے ؎

(۵) جسقدر پہلے رقم جمع ہو جائے۔ اتنا ہی زیادہ اس سے خدمتِ دین میں فائدہ پہونچ سکتا ہے ؎

(۶) بیشک یہ چندہ اختیاری ہے۔ لیکن یاد رہے کہ اختیاری چندہ ہی زیادہ ثواب کا موجب ہوتا ہے۔

(۷) دشمن اپنے سارے لشکر سمیت اسلام اور احمدیت پر حملہ آور ہے۔ اسلام اور احمدیت آپ سے ہر ممکن قربانی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ تاریکی کے فرزندوں اور نور کے فرزندوں میں ضرور نمایاں فرق ہونا چاہیئے

(۸) اس تحریک کا ہر شخص کے کان تک پہونچ جانا ضروری ہے۔ پس یہ بھی ثواب کا کام ہے۔ کہ آپ اپنے بھائی تک اسکی اطلاع پہنچا دیں۔ اور اسے اس میں شامل ہونیکی تحریک کریں۔ جو آپکی تحریک پر حصہ لیتا یا زیادہ حصہ لیتا ہے۔ اسکے ثواب میں آپ بھی برابر کے شریک ہونگے ؎

(۹) خدا تعالیٰ کے کام بندوں کی مدد کے محتاج نہیں۔ وُہ اپنے کام خود اپنے ہاتھ سے کرتا ہے مگر مبارک ہے وُہ جس کے ہاتھ کو خدا تعالےٰ اپنا ہاتھ قرار دے دے۔ کہ وُہ برکت کو پا گیا اور رحمت کا وارث ہو گیا ؎

(۱۰) تحریکِ جدید سال دوم کا بقایا جن افراد یا جماعتوں کے ذمہ ہو۔ انکو بھی فوری ادائیگی کی طرف توجہ کرنی چاہیئے ؎

خاکسار:- مرزا محمود احمد

الفضل میں درخواست دعا شائع کرانا

اخبار الفضل ۷ جنوری میں ایک مضمون مندرجہ بالا عنوان سے شائع ہوا ہے جس کے بعض فقرات سے اکثر دوستوں کو اختلاف ہے۔ مثلاً دعائیں رسمی ہوتی ہیں۔ مضحکہ خیز ہوتی ہیں۔ عوام اس پر تمسخر اڑاتے ہیں۔ دعاؤں میں درد پیدا نہیں ہوسکتا۔ وغیرہ وغیرہ میرا خیال ہے۔ کہ کوئی شخص ایک دو روز بخار آنے پر دعا کے واسطے ہرگز اخبار میں اعلان نہیں کراتا۔ اگر یہی بات ہو تو روزانہ سینکڑوں ایسے اعلان شائع ہوں۔ بلکہ حالت تشویشناک ہونے پر ایسا اعلان ضروری سمجھا جاتا ہے۔ جو کہ ہرگز مضحکہ خیز نہیں ہوسکتا اور اگر غیر احمدی اس پر تمسخر اڑاتے ہیں تو اڑائیں۔ انہیں دُعا پر یا خدا پر بھروسہ نہیں۔ اعلان کرانے والے میرا خیال ہے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت بابرکت میں ضرور علیحدہ عریضہ ارسال کرتے ہوں گے۔ اگر کوئی ایسا نہ کرتا ہو تو اسے ضرور کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جو حضور کو درد ہوسکتا ہے وہ اور کسی کو ہرگز نہیں ہوسکتا۔ باقی احباب کے ساتھ اس کا تعلق بھائیوں کا سا ہے۔ مجھے یقین ہے اکثر بھائی درد دل سے دعا کرتے

اخبار احمدیہ

اعلان نکاح

قادیان ۱۲ جنوری۔ آج بعد نماز عصر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے میر ظفر اللہ خان صاحب خلف میر اکبر علی خان صاحب مرحوم کا نکاح رفیعہ اقبال بیگم صاحبہ بنت ڈاکٹر احمد خان صاحب جودھپوری کے ساتھ بعوض تین ہزار روپیہ مہر پڑھا۔ احباب دعا کریں کہ خدا تعالےٰ یہ تعلق جانبین کے لئے مبارک کرے ؎ (ڈاکٹر) محمد نثار اللہ خان پسر ڈاکٹر احمد خان جودھپوری

درخواست ہائے دُعا

سید محمود صاحب کراچی کی والدہ صاحبہ سخت بیمار ہیں۔ بدر الدین صاحب فیض اللہ چک مالی مشکلات میں مبتلا ہیں۔ بابو محمد صدیق صاحب کو یونین گریڈ سٹیشن ماسٹری کا امتحان پاس کرنے کے لئے والٹن ٹریننگ سکول بھیجا گیا ہے۔ غلام [illegible] بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ احباب ان سب کے لئے دعا فرمائیں ؎

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ شوال سنہ ۱۳۵۵ھ

اظہارِ واقعہ کو بدزبانی نہیں کہا جا سکتا

اخبار "احسان" جسے نہ صرف اپنی ثقاہت اور متانت پر ناز ہے۔ بلکہ اس کے "مدیر سر دبیر" کو یہ بھی دعوےٰ ہے۔ کہ اپنے مخالفین کی قضا و قدر کے متعلق اسے پورے اختیارات حاصل ہیں۔ اور جو کچھ اس کے مونہہ سے نکل جائے۔ اس کا پورا ہونا ضروری ہے۔ اس نے حال ہی میں خواہ مخواہ اخبار "زمیندار" کو بار بار چھیڑا۔ اس پر بالکل بے بنیاد اور جھوٹے الزامات لگائے افترا باندھے۔ اور ساتھ ہی نہایت بازاری زبان استعمال کی ؛

اس کا جواب "زمیندار" نے جب ترکی بہ ترکی دیا۔ تو "احسان" نے شور مچانا شروع کر دیا۔ کہ "زمیندار" کی تحریرات متانت اور ثقاہت کے خلاف ہیں۔ وہ درشت کلامی اور بدزبانی پر اتر آیا ہے۔ اور کھلم کھلا گالیاں دینے لگ گیا ہے۔ اس پر "زمیندار" (۱۳ جنوری) نے لکھا ہے :-

"رہی متانت و ثقاہت کی جنسِ گرانمایہ تو آپ کو اس سے کیا غرض۔ مطمئن رہیئے۔ وہ بفضلہ تعالےٰ بالکل سلامت و محفوظ ہے۔ البتہ جب آپ کذب و افترا پر اُتر آتے ہیں۔ تو صرف انتباہاً عرض کرنا پڑتا ہے۔ کہ ع

تمہیں کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے

اپنی ذات سے حسنِ ظن اچھی شے ہے لیکن اتنی خود پسندی بھی ٹھیک نہیں کہ جب آپ بہتان تراشیں تو ہم سے یہ توقع رکھیں۔ کہ ہم آپ سے بدیہ ارشاد ہوئے ہیں۔ جب آپ جھوٹ بولیں۔ تو ہم ادب کے ساتھ دست بستہ عرض کریں۔ ماشاء اللہ صدقت یا حبیبی۔ صدقت یا حبیبی۔ اور جب آپ گالیاں دینے پر اُتر آئیں۔ تو ہم پکار اُٹھیں۔ واہ وا واہ وا "لب لعل شکر خا" سے کیا پھول جھڑ رہے ہیں !"

بات معقول ہے۔ فی الواقعہ جھوٹ کو جھوٹ۔ افترا کو افترا اور گالیوں کو گالیاں ہی قرار دینا پڑتا ہے۔ لیکن حیرت ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے مخالفین جن میں سے "زمیندار" سب سے پیش پیش ہے۔ اس اصل کو ہمارے مقابلہ میں بالکل فراموش کر دیتے ہیں۔ اور عوام کو مشتعل کرنے کے لئے آئے دن یہ شور مچاتے رہتے ہیں۔ کہ بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنے مخالفین کے متعلق سخت کلامی سے کام لیا اور انہیں گالیاں دی ہیں ؛

ہم دعوے کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ تو بے جا سخت کلامی کی ہے۔ اور نہ کسی کو گالیاں دی ہیں۔ بلکہ جو کچھ فرمایا ہے۔ اظہارِ حقیقت کے طور پر اور موقع کے لحاظ سے مناسب فرمایا ہے۔ مخالفین جب بدزبانیوں۔ افترا پردازیوں۔ اور کذب بیانیوں میں حد سے بڑھ گئے۔ اور تہذیب و شرافت کو کلیۃً بالائے طاق رکھ کر درپئے ایذا رسانی ہو گئے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہایت ہی مجبور ہو کر ان کی حقیقت دُنیا کے سامنے رکھدی :-

چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

"میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا۔ جس کو دُشنام دہی کہا جائے۔ بڑے دھوکے کی بات یہ ہے کہ اکثر لوگ دُشنام دہی اور بیانِ واقعہ کو ایک ہی صورت میں سمجھ لیتے ہیں۔ اور ان دونوں مختلف مفہوموں میں فرق کرنا نہیں جانتے۔ بلکہ ایسی ہر ایک بات کو جو دراصل ایک واقعی امر کا اظہار ہو۔ اور اپنے محل پر چسپاں ہو۔ محض اس کی کسی قدر مرارت کی وجہ سے جو حق گوئی کے لازم حال ہوا کرتی ہے۔ دُشنام دہی تصور کر لیتے ہیں۔ حالانکہ دُشنام اور سب اور شتم فقط اس مفہوم کا نام ہے۔ جو خلافِ واقعہ اور دروغ کے طور پر محض آزار رسانی کی غرض سے استعمال کیا جائے۔ اور اگر ہر ایک سخت اور آزاردہ تقریر کو محض بوجہ اس کی مرارت اور تلخی اور ایذا رسانی کے دُشنام کے مفہوم میں داخل کر سکتے ہیں۔ تو پھر اقرار کرنا پڑے گا۔ کہ سارا قرآن شریف گالیوں سے پُر ہے۔ کیونکہ جو کچھ بتوں کی ذلت اور بت پرستوں کی حقارت۔ اور ان کے بارے میں لعنت ملامت کے سخت الفاظ قرآن شریف میں استعمال کئے گئے ہیں۔ یہ ہرگز ایسے نہیں ہیں۔ جن کے سننے سے بت پرستوں کے دل خوش ہوئے ہوں بلکہ بلاشبہ ان الفاظ نے ان کے غصہ کی حالت کی بہت تحریک کی ہوگی۔ کیا خدا تعالےٰ کا کفارِ مکہ کو مخاطب کر کے یہ فرمانا کہ انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم معترض کے من گھڑت قاعدہ کے موافق گالی میں داخل نہیں ہے۔ کیا خدا تعالےٰ کا قرآن شریف میں کفار کو شر البریہ قرار دینا۔ اور تمام رذیل اور پلید مخلوقات سے انہیں بدتر ظاہر کرنا یہ معترض کے خیال کے رُو سے دشنام دہی میں داخل نہیں ہوگا۔ کیا خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں واغلظ علیہم نہیں فرمایا۔ کیا مومنوں کی علامات میں اشدّاء علے الکفار نہیں رکھا گیا"۔ (ازالۂ اوہام صفحہ ۱۳ و ۱۴)

پھر فرماتے ہیں :-

"دُشنام دہی اور چیز ہے۔ اور بیانِ واقعہ کا گو وُہ کیسا ہی تلخ۔ اور سخت ہو۔ دوسری شے ہے۔ ہر ایک محقق اور حق گو کا یہ فرض ہوتا ہے۔ کہ سچی بات کو پورے پورے طور پر مخالف گم گشتہ کے کانوں تک پہونچا دے پھر اگر وُہ سچ کو سُنکر افروختہ ہو۔ تو ہوا کرے"۔ (ازالۂ اوہام صفحہ ۲۰)

ایک نہایت بدزبان معاند کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"میں نے اس کی بدزبانی پر بہت صبر کیا۔ اور اپنے تئیں روکا کیا۔ لیکن جب وُہ حد سے گزر گیا۔ اور اس کے اندرونی گند کا پل ٹوٹ گیا۔ تب میں نے نیک نیتی سے اس کے حق میں وُہ الفاظ استعمال کئے۔ جو محل پر چسپاں تھے۔ اگرچہ وُہ الفاظ کسی قدر سخت ہیں۔ مگر وُہ دُشنام دہی کی قسم میں سے نہیں ہیں۔ بلکہ واقعات کے مطابق ہیں۔ اور عین ضرورت کے وقت لکھے گئے ہیں۔ ہر ایک نبی حلیم تھا۔ مگر ان سب کو واقعات کے متعلق ایسے الفاظ اپنے دشمنوں کی نسبت استعمال کرنے پڑے ہیں چنانچہ انجیل میں کس قدر نرم تعلیم کا دعوےٰ کیا گیا ہے تاہم انہی انجیلوں میں فقیہوں۔ فریسیوں اور یہودیوں کے علماء کی نسبت یہ الفاظ بھی موجود ہیں۔ کہ وُہ مکار ہیں نرے بے ایمان ہیں مفسد ہیں۔ سانپوں کے بچے ہیں بھیڑیئے ہیں۔ اور ناپاک طبع اور خراب اندرون ہیں اور کنجریاں ان سے پہلے بہشت میں جائینگی۔ ایسا ہی قرآن شریف میں زنیم وغیرہ الفاظ موجود ہیں۔ پس اس سے ظاہر ہے۔ کہ جو لفظ محل پر چسپاں ہو۔ وُہ دُشنام دہی میں داخل نہیں"۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱)

ان بیانات کو پڑھ کر کوئی سنجیدہ انسان حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بدزبانی کرنے اور گالیاں دینے کا الزام ہرگز نہیں لگا سکتا۔ لیکن افسوس کہ مخالفین کی حرکات کو دیدہ و دانستہ نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور ان

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے متعلق خدا تعالیٰ کا ایک انذاری نشان

احمد بیگ اور اس کے بعض اقارب کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی

(۵)

احمد بیگ کی وفات کا اس کے متعلقین پر اثر

احمد بیگ کی موت اگر ایک اتفاقی امر ہوتا تو چاہیئے تھا کہ احمد بیگ کے متعلقین پر اس حادثہ کا کوئی اثر نہ ہوتا۔ مگر تعجب ہے۔ کہ احمد بیگ کے رشتہ داروں نے تو اس کی موت کو اللہ تعالےٰ کا صریح عذاب سمجھا۔ اور انہوں نے عاجزی کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں خطوط لکھے۔ کہ دُعا فرمائیں اللہ تعالےٰ ہم پر رحم فرمائے۔ اور پیشگوئی میں جن آئندہ آنے والے عذابوں کی اطلاع دی گئی ہے۔ ان سے محفوظ رکھے۔ مگر مخالف جن پر احمد بیگ کی موت کا براہ راست کوئی اثر نہیں ہوسکتا تھا۔ وُہ اسے اتفاقی امر قرار دے رہے ہیں لیکن ایسے معاملہ میں سب سے زیادہ صحیح اور وزن دار رائے ان رشتہ داروں کی ہی ہوسکتی ہے جن کا کسی شخص کی موت و حیات سے تعلق ہوتا ہے۔ پس اگر ثابت ہو جائے کہ مرزا احمد بیگ کے متعلقین نے اس کی وفات کو اتفاقی امر قرار نہیں دیا۔ بلکہ صدق دل سے یقین کر لیا۔ کہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ مخالفین کا اسے اتفاقی امر قرار دینا بالکل بے بنیاد امر ہے ؛

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "احمد بیگ کے مرنے سے بڑا خوف اس کے اقارب پر غالب آگیا۔ یہاں تک **کہ بعض نے ان میں سے میری طرف عجز و نیاز کے ساتھ خط بھی لکھے کہ دعا کرو۔**" (حقیقۃ الوحی ص ۱۸۵)

(۲) اسی طرح فرماتے ہیں :- "یہ بات ظاہر ہے کہ جب دو آدمی کی موت ایک ہی پیشگوئی میں بیان کی گئی ہو۔ اور ایک ان میں سے میعاد کے اندر مر جائے۔ تو وُہ جو دوسرا باقی ہے۔ اس کی بھی کمر ٹوٹ جاتی ہے کیونکہ ایک ہی موت کے دو نوں نتیجے تھے۔ پس جو زندہ رہ گیا ہے۔ وُہ جب ایسی موت کو دیکھتا ہے۔ ایک ایسا جانکاہ غم اس کو پکڑ لیتا ہے۔ کہ اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ یعنی وہ بھی قریب قریب میت ہی کے ہوتا ہے۔ سو ایک دانا سوچ سکتا ہے۔ کہ احمد بیگ کے مرنے کے بعد جس کی موت پیشگوئی کی ایک جزو تھی۔ دوسری جزو والے کا کیا حال ہوا ہوگا۔ گویا وہ جیتا ہی مر گیا ہوگا۔ چنانچہ اس کے بزرگوں **کی طرف سے دو خط ہمیں بھی پہنچے جو ایک حکیم صاحب باشندہ لاہور کے ہاتھ کے لکھے ہوئے تھے جن میں انہوں نے اپنے توبہ اور استغفار کا حال لکھا۔**" (تبلیغ رسالت جلد سوم ص ۱۱۴ اشتہار ۶ دسمبر ۱۸۹۲ء)

(۳) اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ "احمد بیگ میعاد کے اندر فوت ہوگیا۔ اور اس کا فوت ہونا اس کے داماد اور تمام عزیزوں کے لئے سخت ہم و غم کا موجب ہوا۔ چنانچہ **ان لوگوں کی طرف سے توبہ اور رجوع کے خط اور پیغام بھی آئے**" (تبلیغ رسالت جلد سوم حاشیہ ص ۱۶۶)

(۴) ضمیمہ انجام آتھم میں بھی فرماتے ہیں :- "احمد بیگ کے اصل وارث جن کی تنبیہ کے لئے یہ نشان تھا۔ اس کے مرنے کے بعد پیشگوئی سے ایسے متاثر ہوئے تھے۔ کہ اس پیشگوئی کا نام لے کر روتے تھے۔ اور پیشگوئی کی عظمت دیکھ کر اس گاؤں کے تمام مرد و عورت کانپ اٹھے تھے۔ اور عورتیں چیخیں مار کر کہتی تھیں۔ کہ ہائے وہ باتیں سچ نکلیں۔" (ص ۵۲)

(۵) آئینہ کمالات اسلام میں فرماتے ہیں کہ كانت النساء قلن في نياحتهم قد اصبح اليوم عدونا الذي انباء تاقبل الوقت من الصادقين (ص ۵۷۵) یعنی عورتوں نے نوحہ کرتے ہوئے کہا کہ آج ہمارا دشمن جس نے ہمارے متعلق قبل از وقت پیشگوئی کی تھی سچا ہو گیا

(۶) پھر فرماتے ہیں۔ كذالك فزعت امها واخواتها وذبن في فكر موت الختن وشربن كاسات الحزن وجعلن عمرن اوقاتهن بالصلوٰة والدعوات والصيام والصدقات وما لقا لهن من الهم ومعة وتمثل لهن لختنهن في كل وقت منية - فاسئل اهل هذه القرية ان كنت من المرتابين (انجام آتھم ص ۲۲۳) یعنے مرزا احمد بیگ کی ہلاکت کے بعد لڑکی کی ماں اور اس کی بہنیں سخت گھبرا اٹھیں۔ اور وُہ اپنے داماد کی موت کے فکر میں گھلنے لگیں۔ اور دن رات اسی غم میں مبتلا ہو گئیں۔ اور نماز روزہ صدقات اور دعاؤں میں لگ گئیں۔ یہاں تک کہ ایک لمحہ کے لئے بھی ان کے آنسو نہ تھمتے اور انہیں یہی خیال دامنگیر رہتا۔ کہ اب ان کا داماد بھی چلا۔ یہ تمام واقعات سچے ہیں۔ اور اگر تمہیں ان کی صداقت میں شبہ ہے۔ تو اس گاؤں کے لوگوں سے پوچھ لو۔

ان حوالجات سے جن کی آج تک کوئی تردید نہیں کرسکا۔ ظاہر ہے۔ کہ مرزا احمد بیگ کی وفات کو اس کے متعلقین نے "اتفاقی امر" قرار نہیں دیا۔ بلکہ پیشگوئی کا ظہور اور اللہ تعالےٰ کا عذاب سمجھا۔ یہاں تک کہ اس گاؤں کے تمام مرد و عورت کانپ اٹھے۔ اور عورتوں نے تو چیخیں مار مار کر کہا کہ ہائے وُہ باتیں سچ نکلیں۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے توبہ اور رجوع کے خط اور پیغام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف بھجوائے۔ اور عجز و نیاز کرتے ہوئے آپ سے دعا کی درخواست کی۔ کیا مرزا احمد بیگ کے متعلقین کا یہ طریق عمل اس امر کا ثبوت نہیں۔ کہ مرزا احمد بیگ کی وفات اتفاقی نہیں بلکہ پیشگوئی کے مطابق ہوئی۔

مرزا سلطان محمد صاحب کا بیان

پھر مرزا سلطان محمد صاحب کے ایک بیان سے بھی جو الفضل میں شائع ہوچکا ہے۔ اس امر کی تائید ہوتی ہے۔ کہ مرزا احمد بیگ کی وفات پیشگوئی کے مطابق ہوئی۔ چنانچہ وُہ کہتے ہیں۔

"میرے خسر مرزا احمد بیگ صاحب واقعہ میں عین پیشگوئی کے مطابق فوت ہوئے ہیں۔ مگر خدا تعالےٰ غفور الرحیم بھی ہے۔ اپنے دوسرے بندوں کی بھی سنتا اور رحم کرتا ہے۔" (الفضل ۹/۱۳ جون ۱۹۲۱ء منقول از سیرت المہدی حصہ اول ص ۱۹۰)

مرزا محمد اسحاق بیگ کا بیان

مرزا سلطان محمد صاحب کے صاحبزادے مرزا محمد اسحاق بیگ صاحب جو تھوڑا ہی عرصہ ہوا احمدیت میں داخل ہوئے ہیں۔ انہوں نے بھی "الفضل" میں ایک بیان شائع کراتے ہوئے لکھا۔

"پیشگوئی کے مطابق میرے نانا جان مرزا احمد بیگ صاحب ہلاک ہو گئے۔ اور باقی خاندان ڈر کر اصلاح کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جس کا ناقابلِ تردید ثبوت یہ ہے کہ اکثر نے احمدیت قبول کر لی۔ تو اللہ تعالےٰ نے اپنی صفت غفور الرحیم کے ماتحت قہر کو رحم میں بدل دیا"۔

(منقول از "الفضل" ۲۶ فروری ۱۹۳۲ء صفحہ ۹)

مولوی محمد حسین بٹالوی کا بیان

پھر مرزا احمد بیگ کے لواحقین تو ایک طرف رہے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے بھی اس امر کا اعتراف کیا۔

کہ مرزا احمد بیگ کی وفات کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو پیشگوئی تھی۔ وُہ پوری ہو گئی ۔ اگرچہ بغض و عداوت کی وجہ سے اس نے علم رمل اور نجوم کو پیشگوئی کا منبع قرار دیا۔ چنانچہ اپنے رسالہ اشاعت السنہ میں لکھا ہے۔

" اگرچہ یہ پیشگوئی تو پوری ہو گئی مگر یہ الہام سے نہیں۔ بلکہ علم رمل یا نجوم وغیرہ کے ذریعہ سے کی گئی "

(اشتہار ۲۰ ستمبر ۱۸۹۴ء منقول از تبلیغ رسالت جلد سوم ۔ صفحہ ۱۱۱)

یہ موافق و مخالف اشخاص کی آراء اس امر کا ناقابل تردید ثبوت ہیں کہ مرزا احمد بیگ کی وفات امر اتفاقی نہ تھا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کا ظہور تھا۔

مخالفین کی حیرت

اس موقعہ پر بعض مخالفین حیرت سے یہ کہدیتے ہیں ۔ کہ کیوں لڑکی کا باپ محض انکار کی وجہ سے مستوجب سزا ہو گیا۔ جبکہ دُنیا میں کئی جگہ جہاں اطمینان نہ ہو۔ رشتہ دینے سے انکار کرنا ہی پڑتا ہے ۔ مگر کوئی مثال ایسی نظر نہیں آتی۔ کہ صرف اس دستور کی وجہ سے کہ کوئی شخص اپنی مجبوریوں کی وجہ سے کسی کو رشتہ دینے سے انکار کر دے۔ اللہ تعالےٰ کے غضب کا نشانہ بن گیا ہو۔ مخالفین کا یہ تعجب معقول قرار دیا جاسکتا تھا۔ بشرطیکہ واقعہ وہی ہوتا۔ جو انہوں نے سمجھ رکھا ہے۔ یعنی اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اصل منشا محمدی بیگم سے نکاح کرنا ہوتا۔ تو کہا جاسکتا تھا۔ کہ محض درخواست نکاح کے مسترد ہو جانے پر عورت کے باپ پر غضب الٰہی نازل نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ مگر حقیقت یہ ہے ۔ کہ جیسا کہ قبل ازیں لکھا جاچکا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اصل منشاء محمدی بیگم کو نکاح میں لانا نہیں تھا۔ بلکہ اپنے مخالف رشتہ داروں کو ان کے کفر و الحاد کی بنا پر انہی کی درخواست اور بار بار کے تقاضوں پر اللہ تعالےٰ کی ہستی اسلام کی صداقت ۔ اور اپنی راستبازی کے ثبوت میں ایک نشان دکھانا تھا۔ جس کو خدا تعالےٰ نے اس صورت اور شکل میں ظاہر کیا۔ کہ آپ کو حکم دیا گیا۔ کہ مرزا احمد بیگ کی دُختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلۂ جنبانی کر۔ اس کے نتیجہ میں دو ہی صورتیں ظاہر ہو سکتی تھیں۔ یعنی یا تو وُہ انکار کر دیتے ۔ یا قبول کر لیتے۔ الہام الٰہی نے ان دونوں پہلوؤں کو ملحوظ رکھتے ہُوئے پہلے سے بتا دیا تھا۔ کہ اگر انہوں نے انکار کیا ۔ تو وُہ اسلام کی صداقت ۔ اللہ تعالےٰ کی ہستی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راستبازی کا ثبوت خدا تعالےٰ کے غضب کی صورت میں دیکھیں گے۔ اور اگر رشتہ دے دیا ۔ تو وُہ اسلام کی صداقت ۔ اللہ تعالےٰ کی ہستی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راستبازی کا ثبوت خدا تعالےٰ کی رحمت کی صورت میں دیکھیں گے۔ چونکہ احمد بیگ نے رشتہ دینے سے انکار کر دیا۔ اس لئے ضروری تھا ۔ کہ وُہ اسلام کی صداقت کا ثبوت خدا تعالےٰ کے غضب کے ذریعہ دیکھتا ۔

پس مرزا احمد بیگ اس لئے ہلاک نہیں ہوا ۔ کہ اس نے محض رشتہ دینے سے انکار کیا ۔ بلکہ وُہ اس لئے ہلاک ہوا ۔ کہ اُس نے خدا تعالےٰ کی ہستی ۔ اسلام کی صداقت ۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راستبازی کا ثبوت خدا تعالےٰ کے غضب کے ذریعہ دیکھنا چاہا۔ ہاں اس نشان کے ظہور کا باعث یہی ہوا کہ اس سے رشتہ مانگا گیا ۔ مگر اس نے انکار کیا ۔

مرزا احمد بیگ کی ہلاکت کا اصل باعث

پس ہلاکت کا اصل باعث رشتہ دینے سے انکار نہیں ۔ بلکہ اصل باعث وُہ کفر و الحاد ۔ اور فسق و فجور ہے جو مدت سے اس کے اور اس کے لواحقین کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکا تھا۔ اور جس کی وجہ سے وُہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی آسمانی نشان مانگتے رہتے تھے۔ خدا تعالےٰ نے جب آسمانی نشان ظاہر کیا ۔ تو ضروری تھا۔ کہ وُہ اللہ تعالےٰ کے غضب کا نشانہ بنتا ۔

پس اس کی موت کا اصل باعث خاندان کی دہریت ۔ کفر و الحاد ۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نشانِ الٰہی کا تقاضا تھا۔ اور غالباً مخالفین کو بھی اس امر کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں ہوگا۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنی ہستی اور اسلام کی صداقت کا ثبوت انذاری ۔ اور تبشیری دونوں قسم کے نشانات کے ذریعہ دیا کرتا ہے۔ یعنی کبھی تو لوگوں پر غضب نازل کر کے ۔ اور انہیں ہلاک کر کے اپنا چہرہ دکھاتا ہے ۔ اور کبھی اُن پر انعامات و افضال کی بارش برسا کر انہیں اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ فرعون ۔ نمرود۔ ابوجہل۔ ابولہب عتبہ اور شیبہ وغیرہ دشمنانِ دین کی ہلاکت اسی لئے ہُوئی ۔ کہ انہوں نے اللہ تعالےٰ کے انبیاء کا انکار کیا۔ اور تمسخر اڑاتے ہوئے کہا ۔ کہ :-

اللّٰھُمَّ ان کان ھٰذا ھوالحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السّمآء اوائتنا بعذاب الیم (پ ۹ ع ۱۸)

یعنی اے خدا اگر یہ سچا ہے ۔ تو ہمیں اپنا غضبی نشان دکھا ۔ اور آسمان سے پتھروں کی بارش برسا کر ہمیں نابود کر۔ اور کوئی شخص ان کی ہلاکت کو قابلِ اعتراض قرار نہیں دیتا ۔

اس کے مقابلہ میں جو لوگ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دامنِ پاک سے وابستہ ہُوئے انہیں اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت کے نشانات دکھائے ۔ اور وُہ قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کے وارث ہُوئے۔ یہی امر اس جگہ بھی رونما ہُوا۔ چونکہ مرزا احمد بیگ اور اس کے متعلقین نے اللہ تعالےٰ سے نشان مانگا تھا۔ اس لئے خدا نے ایک ایسا نشان ظاہر کیا۔ جس کے نتیجہ میں وُہ اللہ تعالےٰ کا غضب بھی دیکھ سکتے تھے۔ اور اس کی رحمت بھی۔ مرزا احمد بیگ نے اللہ تعالےٰ کی رحمت کے نشان کو رد کر دیا۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ اُسے اللہ تعالےٰ اپنے غضب کا نشانہ بنا کر دوسرے متعلقین کے لئے عبرت کا منظر بناتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ اور مرزا احمد بیگ نے اپنی ہلاکت سے تمام خاندان کے افراد کو ہوشیار کر دیا۔ اور انہیں بتا دیا۔ کہ خدا موجود ہے۔ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے سچے رسُول ہیں ۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کے صادق اور راستباز مامور ہیں۔ مرزا احمد بیگ کی موت کا یہ سبب اتنا واضح ہے ۔ کہ اس کے ثبوت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کئی تحریرات اس سے پیشتر پیش کی جاچکی ہیں۔ اب ایک اور حوالہ بھی درج کیا جاتا ہے :-

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

" جاننا چاہیئے ۔ کہ یہ پیشگوئی بھی بطور انذار اور تخویف کے تھی۔ **اور موت کا وعدہ بھی بطور عذاب کے وعدہ تھا** ۔ کیونکہ اس کی بنیاد یہ تھی۔ کہ جو دختر احمد بیگ مسمی سلطان محمد سے بیاہی گئی۔ اس کا والد اور اس کے اقارب اور عزیز بہت بے دین تھے۔ اور تکذیب حق میں حد سے بڑھے ہُوئے تھے ۔ اور ایک ان میں سے سخت دہریہ تھا۔ جو اسلام سے مرتد ہو کر اسلام کے مخالف اشتہار چھاپتا۔ اور خدا تعالےٰ کے پاک دین کی بے ادبیاں کرتا تھا۔ اور دوسرے سب اُس کے موافق ۔ اور محب تھے ۔

سو ایسا اتفاق ہوا۔ کہ ایک مرتبہ اس نے اشتہار چھاپا اور اسلام کی بہت توہین کی۔ اور اس عاجز سے اسلام کی صداقت کے لئے نشان چاہا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات پر ٹھٹھا کیا۔ اور دوسرے اس سے الگ نہیں ہوئے بلکہ اس کے ساتھ رہے اس لئے خدا تعالےٰ نے چاہا کہ اُن کو وہ نشان دکھلاوے۔ جس سے وُہ ذلیل ہوں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سو خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ اس قوم کے لئے نشان تھا۔ جو بے باکی اور نافرمانی اور ٹھٹھے میں حد سے زیادہ بڑھ گئے تھے۔"

(اشتہار ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء منقول از تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۱۱۳)

مرزا احمد بیگ کی ہلاکت اسلام کی صداقت کا ثبوت ہے

اس سے ظاہر ہے کہ مرزا احمد بیگ کی ہلاکت کا وقوع اسلام کی صداقت کے نشان کے طور پر ہوا۔ اور جبکہ خدا تعالےٰ کی یہ ہمیشہ سے سنت چلی آئی ہے۔ کہ وُہ صداقت اسلام کے ثبوت میں قہری نشانات بھی دکھایا کرتا ہے۔ جن میں مخالفوں اور سرکشوں کی جانیں ضائع ہوتی ہیں۔ تو ایک مرزا احمد بیگ بھی صداقت اسلام کے ثبوت میں اگر مر گیا۔ تو مخالفین کو اس سے کیوں تکلیف ہوئی۔ کیا وہ نہیں چاہتے کہ سرکشوں پر اللہ تعالےٰ اپنی عظمت و ہیبت۔ اور اسلامی صداقت کا سکہ بٹھائے۔ اور جو دینِ اسلام پر شب و روز تمسخر اڑاتے رہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی رحمت کے نشانات قبول کرنے سے انکار کریں۔ انہیں اپنے غضب کا نشان دکھائے۔ اگر نہیں چاہتے تو یہ ان کی اسلام سے عدم محبت کا ثبوت ہے۔ اور اس امر کی دلیل کہ ان کے نزدیک رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جس قدر مخالفوں پر مہلک اور تباہ کن عذاب آئے۔ وُہ بھی قابلِ اعتراض ہیں۔ بلکہ خدا کا فعل بھی نعوذ باللہ ناپسندیدہ ہے کہ وہ قہری نشانات اسلام اور اپنے ماموروں کی صداقت کے لئے ظاہر کیا کرتا ہے۔ اور اگر چاہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ اپنے تازہ نشانات کے ذریعہ ہمیشہ اسلام کی صداقت ثابت کرتا رہے۔ اور عذاب و رحمت دونوں طریق سے لوگوں کی اصلاح کرے۔ تو مرزا احمد بیگ کی ہلاکت جو محض صداقتِ اسلام اور خود خدا تعالےٰ کی ہستی کے ثبوت کے لئے ہوئی۔ ان کے نزدیک کیوں قابلِ اعتراض ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ مرزا احمد بیگ کی ہلاکت اسلام کے لئے نہایت ہی مفید اور نفع بخش ثابت ہوئی۔ کیونکہ اس ایک ہلاکت سے تمام خاندان پر واضح ہو گیا۔ کہ نہ صرف دنیا کا کوئی خدا ہونا چاہیئے بلکہ ہے۔ اور نہ صرف رسمی طور پر اسلام کے متعلق یہ عقیدہ درست ہے۔ کہ اسلام سچا ہے۔ بلکہ واقعی اور حقیقی طور پر حق الیقین کے مقام پر پہونچ کر انہوں نے تسلیم کر لیا کہ اسلام سچا ہے۔ کیا یہ معمولی تغیر ہے جو اس خاندان میں ہوا۔ اور کیا اس تغیر کو دیکھنے کے باوجود مرزا احمد بیگ کی موت قابلِ اعتراض سمجھی جاسکتی ہے؟

محمدی بیگم کے نکاح کی پیشگوئی پر ایک نظر

مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت ٹریکٹ چھپ گیا ہے۔ اور بابو فخر الدین صاحب ملتانی مالک کتاب گھر سے مل سکتی ہے۔ جن احباب نے یہ کتاب خرید کی ہو۔ وُہ مندرجہ ذیل چند غلطیوں کی اصلاح کریں۔ (۱) صفحہ ۹۹ آخر سے تیسری سطر میں اور صفحہ ۱۰۰ کی سطر ۱۲ میں "موعود" کا لفظ کاٹ دیں۔ ایسا ہی صفحہ ۷۹ آخر سے دوسری سطر میں لفظ "تک" اور صفحہ ۸۱ سطر ۱۲ میں لفظ "ایک" اور صفحہ ۷۷ سطر ۱۰ میں لفظ "بھو" کاٹ دیں۔ (۲) صفحہ ۶۲ پر آخر سے چوتھی سطر کی آیت میں والنجم رہ گیا ہے اور سطر ۲ میں المراۃُ کی ۃ پر پیش نہیں بلکہ زبر چاہیئے۔ اور سطر ۶ میں صفحہ ۲ کی بجائے صفحہ ۳ کردیں۔ اور صفحہ ۶۵ کی سطر ۴ میں "معاونت" کی جگہ "مقاومت" اور صفحہ ۲۳ کی آخر سے تیسری سطر میں لفظ آپ کی جگہ ان اور صفحہ ۳۵ میں لفظ صریح کی جگہ "صرف" کردیں۔ (۳) صفحہ ۵ سطر ۸ میں آیت میں ولا ینطق نہیں بلکہ ولا ینطلق ہے اور صفحہ سطر ۱۰ میں کذبوا بآیاتی ہے صفحہ ۸۵ آخر سے پہلی سطر نذل کی لام پر زبر ہے۔ (۴) صفحہ ۸۲ سطر ۹ دکھلا کے بجائے "بگاڑ گیا" ہے۔ زین العابدین ولی اللہ شاہ

جسٹس کولڈسٹریم جسٹس ہائیکورٹ لاہور کا فیصلہ

اور

احمدی سرکاری ملازمین پر اس کی اشاعت کی ذمہ داری

ایک سرکاری ملازم کے قلم سے

مسٹر کھوسلہ سابق سشن جج گورداسپور نے بمقدمہ سرکار بنام عطاء اللہ جو فیصلہ کیا۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات والا صفات پر بعض بے ہودہ ریمارکس پاس کئے۔ جن کا ازالہ جسٹس کولڈسٹریم جسٹس ہائیکورٹ لاہور نے جہاں تک عدالتی اور قانونی اختیارات کا تعلق تھا کیا احرار نے مسٹر کھوسلہ کے فیصلہ کو بہت بڑی تعداد میں شائع کیا۔ اور کر رہے ہیں تا یہ ظاہر کریں۔ کہ ایک جج کے فیصلہ کی حمایت احراری خیالات کے ساتھ ہے۔ لیکن جسٹس کولڈسٹریم نے ماتحت عدالت کے فیصلہ کو ناجائز قرار دیتے ہوئے۔ اس کا کچھ حصہ حذف کر دیا۔ اور باقی حصہ کے خلاف سخت رائے زنی کی۔

اب ہمارا فرض ہے کہ احراری پروپیگنڈا کو زائل کرنے کے لئے ہائی کورٹ کے فیصلہ کو تعلیم یافتہ مسلم۔ ہندو۔ سکھ اور عیسائی پبلک تک پہونچائیں۔ تاکہ ان پر روشن ہو جائے کہ قانون اور واقعات احراری پروپیگنڈا کی قطعاً تائید نہیں کرتے۔ بلکہ بڑے زور سے احراری خیالات کی تردید کر رہے ہیں۔ اور ہمارا فرض ہے کہ ہم عدالت عالیہ کے فیصلہ کو ہندوستان۔ برطانیہ۔ برٹش ایمپائر۔ یورپ امریکہ۔ چین جاپان اور دنیا کے دیگر ممالک میں پھیلائیں۔ تاکہ انصاف پسند دنیا دیکھے کہ احمدی کسقدر مظلوم ہیں لیکن اگر اس فیصلہ کو ہندوستان اور دیگر دنیا کے ممالک تک نہ پہونچایا گیا۔ تو اصل حالات سے ناواقف لوگ خیال کرینگے کہ احمدی کا جوش و خروش جذبۂ رنج والم اور قربانی جو وُہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاطر ظاہر کر رہا ہے اس کی ایک پاگلانہ حرکت ہے۔ اور کہ وُہ اپنا مال۔ جان اور عزت بے جا طور پر صرف کر رہا ہے۔ ایسے خیالات کی موجودگی میں ہمارے مقصد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت کو قائم کرنا کو بڑا صدمہ پہونچے گا۔ لیکن اگر اس فیصلہ کی اشاعت کثرت سے کردی گئی۔ تو ہندوستان کی تعلیم یافتہ پبلک سمجھے گی کہ احمدیوں پر بڑا بھاری ظلم کیا گیا ہے اور کہ ایسے حالات میں احمدی جو کچھ کریں کم ہے۔ ایک منصف مزاج ہندو کہے گا۔ کہ اگر اس کے کسی بزرگ کے متعلق ایسے کلمات کہے جاتے۔ بلکہ ان کا ہزارواں حصہ بھی کہا جاتا تو وہ سب کچھ کر گزرتا۔ ایک سمجھدار مسلمان کہے گا۔ کہ احمدی ایسے حالات میں مجبور تھے۔ کہ اپنے آقا و پیشوا کی عزت کے لئے اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیتے۔ اور ایک عیسائی کہے گا کہ اگر یسوع مسیح کے متعلق ان الفاظ کا جو مسٹر کھوسلہ کے فیصلہ میں موجود ہیں اس کا ایک لاکھواں حصہ بھی استعمال کیا جاتا۔ تو عیسائی دنیا میں ایک چیخ و پکار کا غل مچ جاتا۔ سکھ صاحبان ان حالات کو پڑھ کر محسوس کریں گے۔ کہ اس قسم کے حالات وُہ اپنے بزرگوں کے لئے ہرگز ہرگز برداشت نہیں کر سکتے۔

دنیا کے جج۔ دنیا کے مدبر۔ دنیا کے عالم۔ اور ہر طبقہ کے لوگ اس فیصلہ کو پڑھنے کے بعد ہماری چیخ و پکار کو جائز قرار دیں گے۔ اور ہمارے اس جہاد کو جو ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت کی حفاظت کے لئے کریں گے ایک شاندار قربانی کا مظاہرہ قرار دینگے ہاں برطانیہ کے مدبر۔ پارلیمنٹ کے ممبر یورپ کے سیاستدان اور تمام دنیا کے صاحب دل لوگوں کے خیالات ہمارے

ساتھ ہونگے۔ وہ ہماری تائید کرینگے۔ اور ہماری قربانی کو جو ہم حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے لئے کر رہے ہیں۔ اور کریں گے حق بجانب قرار دینگے۔

ہمیں دنیا کی حمایت کی ضرورت نہیں۔ لیکن اپنے مقصد اور مدعا کو پورا کرنے کی یقیناً ضرورت ہے۔ لہذا ہمیں ضرورت ہے کہ دنیا کے سامنے اس عظیم الشان قربانی کو صحیح رنگ میں پیش کرکے دنیا پر اتمام حجت قائم کریں۔ ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے۔ وہ اپنے فرستادہ کی عزت قائم کرکے رہیگا۔ گو فی الحال ہماری قربانی حقیر ہو۔ اور مطلوبہ نتیجہ پیدا نہ کرسکے۔ مگر اس قربانی کی روح خدا تعالےٰ کے عرش عظیم کو ہلا دیگی۔ اور ایسا عظیم الشان تغیر پیدا کرے گی۔ کہ دنیا میں تلاطم برپا کر دے گی۔ اور وہ طوفان اس وقت تک نہ تھمیگا جب تک کہ دنیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عزت کو اپنی عزتوں سے بالاتر نہ سمجھ لے گی۔

اب پہلا سوال یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی عزت قائم کرنے کے لئے ہمیں کیا طریق اختیار کرنا چاہیئے۔ جو لوگ غیر ملازم ہیں۔ ان کا پروگرام اور ہے لیکن ہم لوگ جو سرکاری ملازم ہیں۔ بوجہ اپنے کام اور عہد کے اس طریق کو اختیار نہیں کرسکتے۔ لیکن کیا ہم احمدی نہیں؟ کیا ہمارے اندر دل نہیں؟ کیا ہمارے دماغ ناکارہ ہو چکے ہیں؟ کیا ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عزت کے سوال میں اس لئے بری الذمہ ہیں۔ کہ ہم ملازم ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔

پس دیکھنا صرف یہ ہے۔ کہ ہم ملازمین کس طریق سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عزت کے قیام کے مقصد کے حصول میں زیادہ سے زیادہ فائدہ مند ثابت ہوسکتے ہیں۔ سو وہ طریق فی الحال جسٹس کولڈسٹریم کے فیصلہ کی اشاعت ہے۔ عدالت عالیہ کے فیصلہ کی اشاعت میں حصہ لینا گویا انگریزی قانون کی اشاعت کرنا ہے۔ جو گورنمنٹ کی منشا کے عین مطابق ہے۔ قانون کے عین مطابق ہے۔ گورنمنٹ کے نظام کے مصر ہے کہ ہم گورنمنٹ کے ایک معزز جج کے خیالات اور گورنمنٹ کے قانون کو ملک میں پھیلا رہے ہیں۔ لہذا ہر ایک گورنمنٹ ملازم کو چاہیئے۔ کہ فیصلہ کی اشاعت کیلئے ایک ماہانہ رقم اپنے ذمہ مقرر کرلے۔

دوسرا سوال یہ ہے۔ کہ وہ کونسا لائحہ عمل یا تنظیم ہے جس کے ذریعہ ہم اس فیصلہ کو دنیا کی تمام مشہور زبانوں میں ترجمہ کرا کے ہندوستان۔ برٹش ایمپائر یورپ اور دیگر دنیا کے کونے کونے تک پہنچا دیں۔ میں احمدی احباب سے جو گورنمنٹ ملازم ہیں۔ خواہش کرتا ہوں۔ کہ وہ بھی اپنے اپنے خیالات مندرجہ بالا دو سوالوں کے متعلق ظاہر کریں۔ یعنی (۱) اشاعت فیصلہ عدالت عالیہ اور (۲) لائحہ عمل جس کے ذریعہ اس کی اشاعت تمام دنیا کے کونے کونے تک پہنچ سکے۔

اپنے خیالات کا اظہار فرماتے ہوئے دوسرے سوال کے ذیل میں بتایا جائے۔ کہ روپیہ جمع کرنے کا کیا انتظام ہو۔ اور اشاعت کا کس طرح انتظام کیا جائے۔ جس کے ذریعہ اشاعت کا کام کما حقہٗ سرانجام پاسکے۔ اگر ان سوالات کے علاوہ کوئی اور احسن سوالات تجویز کرکے پیش کئے جائیں۔ تو ان پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ نیز نظام اشاعت کی تفصیلات پر بذریعہ اخبار روشنی ڈالی جائے۔

ضروری نوٹ: یہ خیال کہ ایسا فرمان حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف سے ہونا چاہیئے۔ تمام تر ذمہ داری خلیفۂ وقت پر ڈالنے کے مترادف ہے۔ کیا ہم اپنی دنیوی عزتوں کی حفاظت کے وقت حضرت امیر المومنین سے فرمان کے منتظر رہتے ہیں؟

درخواست دعا

برادرم شیخ محمد شریف صاحب دیپال پور تقریباً ایک ماہ سے بعارضہ بخار وغیرہ بیمار ہیں۔ تمام بزرگان ملت سے التماس ہے۔ کہ ان کی صحت کے لئے دعا فرما دیں۔

طالب دعا
شہاب الدین

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات عورتوں پر

(از زہرہ زرینہ صاحبہ اہلیہ ایم۔ کے عبدالرحمٰن صاحب راولپنڈی)

ہمارے آقائے نامدار۔ بانئ اسلام حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور پذیر ہونے سے قبل جو ناگفتہ بہ سلوک طبقہ نسوان سے کیا جاتا تھا۔ وہ دشمن کو بھی نصیب نہ ہو۔ ایسے ایسے ظلم و تشدد برتے جاتے تھے جن کے ذکر سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور قلم ان واقعات کو بوضاحت بیان کرنے سے قاصر ہے۔ اسلام ہی ایک ایسا پاک مذہب ہے جس کی وجہ سے عورتوں کو ہر مصیبت و ناجائز قیود سے نجات حاصل ہوئی۔ اسلام سے پہلے عورت ایک غلام سمجھی جاتی تھی۔ بلکہ عربوں کو عورت سے اس قدر نفرت پیدا ہو گئی تھی۔ کہ بدقسمتی سے کسی عورت کے ہاں اگر لڑکی پیدا ہو جاتی تو وہ اس ندامت اور خجلت سے بچنے کے لئے لڑکی کو زندہ سپرد خاک کئے بغیر دم نہ لیتی۔ اور لڑکی جننے والی بیوی خاوند کی نگاہ میں ہمیشہ نفرت سے دیکھی جاتی۔

طوطئ ہند شمس العلماء مولوی الطاف حسین صاحب حالی عرب کی دختر کشی کا خاکہ یوں کھینچتے ہیں:-

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر میں دختر
تو خوفِ شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی جب تھی شوہر کے تیور
کہیں زندہ گاڑ آتی تھی اس کو جاکر
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی
جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

آج کل لوگ عورت کی آزادی کے خواہاں ہیں۔ اور کوشاں ہیں۔ کہ عورت کو ہر طرح سے آزاد کیا جائے۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ عورت کو جس آزادی کی حقیقتاً ضرورت ہے۔ اس کو بالکل نظرانداز کیا جاتا ہے۔ اور وہ اقتصادی آزادی ہے۔ اسلام کے سوا دنیا کے تمام غیر مذاہب نے عورت کو اس اقتصادی آزادی سے محروم کر رکھا ہے۔ اور ہر ایک مذہب نے اس آزادی کی طرف سے بے اعتنائی برتی ہے۔ ایک مشہور فرانسیسی مؤرخ نے اپنی کتاب تمدن عرب میں لکھا ہے:-

۱- ہندوں کا قانون کہتا ہے۔ تقدیر طوفان۔ موتِ جہنم۔ زہر اور زہریلے سانپ ان میں سے کوئی بھی اس قدر خراب نہیں۔ جتنی کہ عورت

۲- انجیل کی تعلیم بھی اس طرح ہے کہ جو کوئی خدا کا پیارا ہے۔ اپنے آپ کو عورت سے بچائے گا۔ ہزاروں آدمیوں میں مَیں نے ایک خدا کا پیارا پایا ہے۔ لیکن دنیا بھر کی عورتوں میں مَیں نے ایک بھی عورت ایسی نہیں پائی جو خدا کی پیاری ہو۔

۳- منوجی کے قانون میں عورت کے متعلق یہ الفاظ نظر آتے ہیں۔ کہ عورت بچپن میں باپ کی مطیع ہے۔ جوانی میں خاوند کی اور خاوند کے مرجانے کے بعد اپنے بیٹوں کی۔ کیونکہ عورت ہرگز اس قابل نہیں کہ خود مختارانہ زندگی بسر کرسکے۔

۴- اہلِ یونان کا قول تھا۔ کہ سانپ کے کاٹے کا علاج ہوسکتا ہے۔ مگر عورت کے کاٹے کا منتر کوئی نہیں۔

۵- سقراط جیسے حکیم کا قول ہے۔ کہ عورت سے زیادہ فتنہ فساد کی کوئی چیز دنیا میں پیدا نہیں ہوئی۔

۶- یوحنا کہتا ہے۔ عورت شر کی بیٹی اور امن و سلامتی کی دشمن ہے۔

دختر کشی کے سلسلہ میں ہندوستان بھی عرب سے کچھ کم نہیں تھا۔ راجپوت اکثر بیٹی کے وجود کو بے عزتی اور ذلت کا باعث تصور کرکے تولد ہوتے ہی زندہ درگور کر دیتے۔ غرض مختلف قوموں میں عورت کی جس قدر تذلیل کی گئی۔ وہ کوئی مخفی بات نہیں۔

ایک نکتہ رس انسان اس ماحول اور ان مختلف مذاہب کے اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے بیساختہ کہہ اٹھتا ہے۔ کہ عورتوں پر اسلام سے قبل ہمیشہ ظلم و ستم ہوتے رہے اور یہ سادہ لوح مخلوق مدت مدید اور عرصۂ بعید تک اپنے جائز حقوق سے محروم

رہی۔ بلکہ خاص طور پر ملک عرب جو کہ بعد میں سرچشمۂ اسلام بنا۔ اس کے باشندے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ہستی کے ظہور سے پہلے عورت کو ذلیل ترین خیال کرتے تھے۔ دختر کشی اس قدر عام تھی کہ ظالم و خونخوار باپ زبردستی نوزائیدہ بیٹیوں کو چھین کر ماں کی گود خالی کر کے اور خوف خدا نہ کرتے ہوئے زندہ دفن کر دیتے تھے مویشیوں کی طرح عورتوں کی خرید و فروخت کیجاتی تھی جس قدر کوئی شخص روپیہ خرچ کر سکتا تھا اتنی عورتیں رکھ سکتا تھا۔ یعنی ایک عرب مرد کے واسطے عورتوں کی کوئی حد مقرر نہ تھی۔ بلکہ قابل نفرت ظلم یہ تھا۔ کہ عورت بطور ورثہ ملتی تھی۔ اور وارث کو اپنے مورث کی عورتوں سے شادی کرنے کا ہر طرح سے حق حاصل تھا۔ کس قدر شرم کا مقام تھا۔ کہ ایک بیٹا اپنے باپ کی بیویوں سے شادی کر سکتا تھا۔ بلکہ عام طور پر نکاح کی شرطوں میں یہ شرط داخل ہوتی تھی کہ عورت کے ہاں اگر لڑکی پیدا ہوئی تو قتل کرا دی جائے گی۔ اور اس طریق سے ماں بیچاری کو اپنی نوزائیدہ بیٹی کے قتل کرنے پر مجبور ہونا پڑتا تھا۔ عرب کے ان انسان نما درندوں کو۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم سنایا ھُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ یعنی عورتیں تمہارے لئے زینت ہیں اور تم ان کے لئے زینت ہو۔ بعض جاہل لوگ سمجھتے ہیں کہ عورتیں ان کی غلام ہیں مگر یہ درست نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ میں یہ نہیں کہا گیا کہ عورتیں تو تمہارے لئے زینت ہیں جیسے جوتا کپڑا یا چھڑی وغیرہ اور تم ان کے مالک اور قابض ہو۔ بلکہ فرمایا کہ مرد و عورت کے حقوق بالکل مساوی ہیں۔ اس مذکورہ بالا آیت میں اس حقیقی تعلق کا اظہار کیا گیا ہے جو ایک مرد اور عورت میں ہونا لازمی ہے سورہ بقرہ میں ایک اور آیت ہے جس سے عورت کے درجہ اور حیثیت کا تعین ہوتا ہے۔ اور صاف طور پر ظاہر ہے کہ حقوق کے لحاظ سے عورت کا درجہ مساوی ہے اور وہ آیت یہ ہے۔ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ یعنی جیسے مردوں کا حق عورتوں پر ہے۔ اسی طرح دستور کے مطابق عورتوں کا حق مردوں پر ہے۔ وہی عورت۔ جسے غیر مذاہب نے نہایت ذلیل اور شیطان کا آلہ سمجھا ہوا ہے اسلام نے اس کو مرد کی زینت قرار دیا ہے تعلیم خداوند ذوالجلال کی بہترین نعمت ہے اور دنیا مانتی ہے کہ بغیر علم کے انسان انسان کہلانے کا مستحق ہی نہیں ہو سکتا۔ خداوند تعالیٰ کی اس نعمت عظمیٰ کو اسلام نے صرف مردوں ہی کے لئے مخصوص نہیں کیا۔ بلکہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام میں عورت کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

اسلام نے عورت کو مرد سے زیادہ اولاد پر حقوق عنایت کئے ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے۔ کہ عورت اولاد کی تربیت و پرورش میں مرد سے زیادہ تکلیف برداشت کرتی ہے۔ بلکہ میرے ناقص خیال میں عورت اولاد کی اوائل عمر کی تربیت و بہتری کی پوری پوری ذمہ دار ہے۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا۔ یا رسول اللہ اس بات کا زیادہ حقدار کون ہے کہ جس کے ساتھ زیادہ اچھا سلوک کروں۔ آپ نے فرمایا۔ تیری ماں اس نے عرض کیا پھر کون آپ نے پھر فرمایا تیری ماں اس نے پھر عرض کیا پھر کون آپ نے فرمایا تیرا باپ۔

ایک شخص نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دفعہ جہاد کی اجازت چاہی آپ نے پوچھا تمہاری والدہ ہے۔ اس نے عرض کیا ہاں ہے آپ نے فرمایا تو والدہ کی خدمت کر اس کے پاؤں کے نیچے بہشت ہے۔

پھر اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس میں عورت کا حق مہر مقرر کیا گیا ہے۔ اور اس کے علاوہ میراث میں بھی ماں بیوی اور لڑکی کا حصہ مقرر کیا ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عورتوں پر رحم فرماتے تھے۔ بلکہ ایک واقعہ

والیان ریاستہائے ہند اور ان کی رعایا

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی خدمات

پہلے نمبر میں میں نے برطانی ہند کے بعض ان لوگوں کے متعلق شکوہ کیا تھا جو ہندوستانی ریاستوں کی چہار دیواری میں بیٹھ کر یا ان سے باہر کے علاقہ میں رہ کر ریاستی بے زبان رعایا کو آہنی زنجیروں میں جکڑے رکھنے کے لئے نت نئی تجاویز اختراع کرنے میں والیان ہند کے ممد و معاون بنتے ہیں۔ لیکن برطانی ہند میں ایسے لوگ بھی کثیر تعداد میں ملتے ہیں۔ جو مظلوم ریاستی رعایا کے حقوق کی تائید میں اپنی آواز بلند کرنا۔ اپنا اخلاقی اور انسانی فرض سمجھتے ہیں ایسے لوگ ہر قوم اور ہر مذہب میں موجود ہیں۔ اور میں ایسے نیکدل اور دردمند حضرات کے متعلق اپنے قلب کے ہر گوشہ کو تشکر و امتنان کے جذبات سے لبریز پاتا ہوں۔ اور ریاستوں میں آزادی کی تحریک اسی طبقہ کی مرہون منت ہے۔ دراصل یہ کام تو برٹش گورنمنٹ کا ہے کہ وہ ریاستی معاملات کی بھی اصلاح اور بہتری کے لئے اسی انہماک اور شغف سے کام لے۔ جس کا مظاہرہ برٹش انڈیا کے امور و معاملات میں ہو رہا ہے کیونکہ ریاستی رعایا بھی اس کی رعایا کہلانے کی مستحق ہے۔ گویا سے بر ریاستیاں! کہ یہ لوگ دوہری غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اور دونوں حکومتیں ان کی طرف اپنے فرائض و مشاغل کی بجا آوری سے بے فکر ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے برطانی ہند کے بعض لوگوں میں غریب ریاستی مخلوق کے لئے رحم اور ہمدردی کا مادہ پیدا کر دیا ہے۔ جو ان کے لئے بہترین خدمات سرانجام دینے کے لئے تیار رہیں۔

برطانی ہند کے لوگوں کا کچھ حصہ ایسا ہے۔ جو اپنی سفلی اغراض کی خاطر ریاستی حکمرانوں کے خلاف کوئی نہ کوئی خرخشہ یا شاخسانہ کھڑا کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہے۔ اور مطلب برآری ہونے پر ایسی چپ سادھ لیتا ہے۔ کہ گوئی مردہ اند۔ کی مثل ان پر بتمام و کمال صادق آتی ہے۔ میں اس ضمن میں ایسے مدیران جرائد کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتا جو

سے ان کے رحم و شفقت کا صحیح اندازہ لگ سکتا ہے۔ اور وہ یوں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ قبیلہ طے کی سرکوبی کے واسطے تشریف لے گئے۔ عدی بن حاتم طائی جو قبیلہ طے کا حاکم تھا۔ مقابلہ کی تاب نہ لا کر ملک شام کو بھاگ گیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ان کے مقبوضات پر قبضہ کر کے ان علاقوں کے باشندوں کو پابجولاں مدینہ میں لائے ان قیدیوں میں حاتم طائی کی لڑکی بھی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کا حال سنا تو اسے رہا کر دیا۔ لیکن اس نیک نہاد لڑکی نے دست بستہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ اگر میرے قبیلے کے باقی لوگ غلام بنا کر رکھے جائیں۔ یا قتل کئے جائیں تو میں بھی حاضر ہوں اور وہی سلوک میرے ساتھ بھی کیا جائے میں یہ گوارا نہیں کر سکتی کہ وہ قتل کئے جائیں اور میں ان کے بعد زندہ رہوں۔ آنحضرت نے اس لڑکی کی سفارش پر سب قبیلے کو رہا کر دیا۔ کس قدر عورتوں پر رعایت کی جاتی تھی رواج یا قانون کے مطابق تو تمام قبیلہ قتل کئے جانے یا غلام بنائے جانیکا مستحق تھا لیکن ایک شریف لڑکی کی درخواست پر انتہائی رحمدلی برتی گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ قبیلہ طے نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا غرض حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو پورے پورے حقوق دلائے۔ اور آپ کی تعلیم

دھمکی اور فریب سے ریاستی لوگوں کے انگوٹھے حاصل کر لیتے ہیں۔ اور پھر ان کے مجموعہ کو اپنی خوبصورت کارگذاری کے طور پر سنہری و روپہلی اغراض کے حصول میں بنفس نفیس والیان ریاست کی ذلیل ترین چوکھٹ پر ناصیہ فرسائی کرتے ہوئے بصد لجاجت و ہزار فخر دمیاجات پیش کرتے ہیں۔ اس کے ردّ عمل کے لئے ان کے بالمقابل کانگرسی۔ ریاستی پرجامنڈل اور بعض اخبارات کا وجود عمل میں آگیا ہے۔ جو تھوڑا بہت قلمی و لسانی جہاد کرتے رہتے ہیں۔ اس بارہ میں کانگرس کا کوئی قابل ذکر کام نہیں۔ صرف زبانی ہمدردی کا اظہار ہے۔ جو سالانہ کانفرنسوں کے مواقع پر ایک آدھ ریزولیوشن پاس کرنے کی صورت میں کیا جاتا ہے۔ البتہ ریاستی پرجامنڈل اس سے کچھ آگے بڑھی ہے۔

اس سلسلہ میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو دونوں موخرالذکر اداروں سے اپنے مختصر دور عمل میں کامیاب ثابت ہوئی۔ اور جس کی سو فیصدی کامیاب صدارت کا فخر میرے آقا و مولا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو تاریخ ہند کے صفحات میں ہمیشہ ہمیشہ حاصل رہیگا۔ اور جن کو نہ صرف کشمیری لوگ بلکہ تمام ریاستہائے ہند کی نسلیں عزت و احترام سے یاد کیا کرینگی۔ اگرچہ یہ کمیٹی محض کشمیری مسلمانوں کو غلامی کے طوق سے نجات دلانے کے لئے وجود میں آئی تھی۔ مگر اس کے طریق کار میں وہ وہ راز۔ وہ وہ اصول۔ وہ وہ کشادہ شاہ راہیں موجود تھیں۔ کہ ان سے دوسری ریاستوں کے باشندے بھی اپنی نجات و کامرانی کا سبق حاصل کر سکتے تھے۔ اس سے پہلے قطعاً علم نہ تھا۔ کہ آیا ریاستی رعایا کی فلاح و بہبود کے کون سے ذرائع ہو سکتے ہیں۔ مگر اب ہماری آنکھوں کے سامنے پورا عملی نقشہ کھینچا ہوا ہے جس وقت یہ کمیٹی وجود میں آئی لوگوں کے نزدیک ایک محیر العقول اچنبھے سے زیادہ حقیقت نہ رکھتی تھی۔ مگر

قابل صد احترام صدر کی رہنمائی میں سب کام بآسانی تکمیل پذیر ہو گیا۔ اگر ایسا عالی دماغ مفکر کشمیر کمیٹی کی کرسی صدارت کی زینت نہ ہوتا۔ یا نعوذ باللہ کمیٹی مذکور اپنے لائحہ عمل میں ناکام رہتی تو ہندوستان کی تمام ریاستوں کی رعایا کی غلامی کے آہنی طوق و سلاسل کی کڑیاں اس قدر مضبوط ہو جاتیں کہ ان سے کسی زمانہ میں کسی ریاستی رعایا کا چھٹکارا حاصل کرنا فضول اور عبث ٹھہرتا۔ کیونکہ کشمیر کی آزادی یا غلامی کا سوال آل انڈیا حیثیت رکھتا تھا۔ مگر اس کی کامیابی نے دوسروں کی بھی آنکھیں کھول دی ہیں۔ اور کپورتھلہ۔ الور۔ پٹیالہ وغیرہ ریاستوں کی تحریکیں اس سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔ اور آئندہ بھی یہی شمع راہ کا کام دیگی

امیر عالم بی۔اے پٹیالوی

الہام اِنّی مُہینٌ مَن اَرادَ اِہانتک کی صداقت کا ایک تازہ ثبوت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام "اِنّی مُہِینٌ مَن اَرادَ اِہانتک" ایک ایسی عظیم الشان صداقت ہے جس کا ثبوت تقریباً ہر معاند احمدیت کی زندگی کے حالات کا مطالعہ کرنے سے مل سکتا ہے۔

حال ہی میں ایک واقعہ اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ پڑھنے والوں نے اسے سرسری نظر سے دیکھا۔ اور اسے اسی قسم کے واقعات میں سے سمجھا۔ جس قسم کے روزمرہ دیکھنے میں آتے ہیں۔ لیکن ہمیں اس میں بھی صداقت حضرت احمدؑ کا ایک نشان نظر آتا ہے۔

پچھلے دنوں لاہور کے ایک عیسائی "پادری" مسیحی ایف۔ ای جیمز نے انارکلی میں عیسائی تبلیغی ہال کے باہر احمدیت کی مخالفت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخیوں کا ایک اڈہ قائم کر رکھا تھا۔ اس کی بدزبانی اور اشتعال انگیزی کے باعث ایک احمدی کے ساتھ اس کی ہاتھا پائی بھی ہوئی۔

یہاں تک کہ معاملہ عدالت میں گیا۔ اس کے بعد ایف۔ ای۔ جیمز کی بدزبانی تحریری صورت میں ظاہر ہوئی۔ اور اس نے خاکسار کے ایک ٹریکٹ "حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر بائیبل کی شہادت" کے جواب میں دو رسالے "جیبی پستول" اور "میجو فی نبی" کے نام سے شائع کئے موخرالذکر رسالہ کو اس نے ان الفاظ سے شروع کیا تھا:۔

"میں اپنی زندگی کا یہ بھی ایک مقصد سمجھتا ہوں۔ کہ مرزا غلام احمدؐ صاحب قادیانی کے تمام باطل دعاوی کی تردید کرتا رہوں"۔

ان دونوں رسالوں میں اس نے اس قدر گند اچھالا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی شان میں اس قدر بدزبانی اور فحش کلامی سے کام لیا ہے کہ یقیناً کوئی شریف آدمی اس کو بنظر استحسان نہیں دیکھ سکتا۔

محمدی بیگم کی پیشگوئی کا ذکر اس نے جس بازاری لب و لہجہ میں کیا ہے اس سے اس کی باطنی کیفیت خود بخود عیاں ہے غرضکہ اس ایف۔ ای جیمز "عیسائی پادری" نے اپنی گندہ دہانی سے ہمارے دلوں کو سخت مجروح کیا۔

چند دن ہوئے اخبار احسان لاہور میں مندرجہ ذیل خبر میری نظر سے گذری:۔

"پادری صاحب کو حوالات بھیج دیا گیا ایک مسلمہ کے اغوا کا شاخسانہ

لاہور۔ ۱۰ ردسمبر۔ محلہ ہجویری واقع پیر داتا گنج بخش روڈ سے چند دن ہوئے ایک مسلمان عورت مسمات سردرجان کو اغوا کر لیا گیا تھا۔ اور اس سلسلہ میں ایک پادری مسمی ایف۔ ای جیمز اور ایک پولیس کنسٹبل غلام محی الدین کو گرفتار کر لیا گیا تھا۔ اور مغویہ سردرجان برآمد کر لی گئی تھی۔ چنانچہ پادری اور مغویہ کو حاضر ضمانتوں پر رہا کر دیا گیا لیکن جس شخص نے پادری کی ضمانت دے رکھی تھی۔ وہ خطرہ محسوس کر رہا تھا۔ کہ ملزم کہیں فرار نہ ہو جائے۔ اس لئے اس نے ضمانت واپس لے لی۔ اور خاں صاحب میاں حکیم الدین نے جن کی عدالت میں مقدمہ زیر سماعت ہے اس بنا پر پادری کو حوالات میں بھیجنے کا حکم دے دیا ہے۔ کہ وہ گواہوں کو ورغلاتا ہے۔ اور اب سردرجان کو عیسائی بنا کر اس کا نام مارتھا رکھا گیا۔ ا۔ ن۔ س"

(احسان ۱۲ ردسمبر ۱۹۳۶ء صفحہ ۴ کالم ۲)

ہم اس مقدمہ کے متعلق کسی رائے کا اظہار نہیں کرنا چاہئیے۔ صرف پادری مذکور کو خصوصاً اور ان تمام لوگوں کو جنہوں نے اس کی گندی تحریرات کا مطالعہ کیا ہے۔ عموماً یہ خبر سنا کر دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا اس "شاخسانۂ اغوا" سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے الہام "اِنّی مُہِینٌ مَن اَرادَ اِہانتک" کی صداقت ثابت نہیں ہوتی؟!

احقر
ملک عبد الرحمٰن خادم بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی پلیڈر
گجرات

اچھوتوں کو عیسائی بنایا جائیگا

عیسائی مشنریوں کی تیاریاں

ہندوستان کے اچھوتوں کو عیسائی بنانے کے لئے انگلستان میں جو پراپیگنڈا ہو رہا ہے۔ اس کے متعلق اخبار زمیندار کے ایک نامہ نگار نے چند روز ہوئے لکھا تھا۔ کہ مشنری جماعتیں فراہمی زر میں مشغول ہیں تاکہ اس روپیہ کی مدد سے ہندوستان کے اچھوتوں کو عیسائی بنایا جائے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں انگلینڈ کے اخبارات میں ایک مشنری سوسائٹی کی طرف سے ایک اشتہار شائع کرایا گیا۔ جو ہندوستان کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اس کا مضمون یہ ہے کہ اس کرسمس پر ہندوستان عیسائیت سے جو مطالبہ کر رہا ہے۔ ایسا پہلے کبھی نہیں کیا تھا لاکھوں لوگ اپنے آبائی مذاہب سے بیزار ہو چکے ہیں۔ اچھوت کسی نئے مذہب کی تلاش میں ہیں۔ ٹراون کورمیں لنڈن مشنری سوسائٹی جو کہ وہاں ۱۲۰ برسوں سے کام کر رہی ہے۔ ایک نئی تحریک سے دو چار ہے۔ وہاں چار لاکھ سے زیادہ اچھوت عیسائی مذہب کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے دلی شوق کا اظہار کر رہے ہیں۔

ہندوستانی عیسائی تبلیغی تعلیم حاصل کرنے اور اہم مقامات پر عیسائیت کی منادی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مشنریوں کی ایک پارٹی کو دس دن تک تعلیم دینے کے لئے دس دس پونڈ کی ضرورت ہوگی اور ایک دیہاتی مشنری پر بیس پونڈ سالانہ خرچ آئے گا۔ کیا آپ کرسمس کا کوئی تحفہ جس پر اچھوت لفظ لکھا جائے۔ ہوم سیکرٹری لنڈن مشنری سوسائٹی ۴۲ براڈ وے ویسٹ منسٹر ایس ڈبلیو آئی کے پتہ پر بھیجیں گے۔

"الفضل" عیسائیوں کے پاس سازوسامان کی پہلے کونسی کمی ہے کہ اب وہ اور زیادہ سیم و زر جمع کر رہے ہیں کیا مسلمانوں نے تبلیغ اسلام کے فرض کی ادائیگی کی طرف کبھی توجہ کی۔

پنڈت جواہرلال نہرو کا جواب مسٹر جناح کو

کانگرس تمام پارٹیوں کے تعاون کا خیر مقدم کریگی

مسٹر ایم۔ اے جناح نے چند روز پیشتر کلکتہ میں تقریر کرتے ہوئے پنڈت جواہرلال نہرو کے اس خیال پر کہ ملک میں صرف دو ہی پارٹیاں ہیں۔ کانگرس اور حکومت نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا تھا۔ ایک تیسری پارٹی بھی ملک میں موجود ہے۔ اور وہ ہے مسلمان قوم۔

اب پنڈت جواہرلال نہرو نے مسٹر جناح کے اعتراضات کے جواب میں مندرجہ ذیل بیان شائع کیا ہے۔

مسٹر جناح نے یہ اعتراض کیا ہے کہ کانگرس بنگال کے مسلمانوں کے معاملات میں مداخلت کر رہی ہے اور کانگریس کو یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ مسلمانوں کو ان کے حال پر چھوڑ دے۔ یہ اعتراض اور مطالبہ اس قسم کا ہے جو کہ اکثر اوقات بھائی پرمانند نے ہندوؤں کی طرف سے کیا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر جناح کی رائے میں پنجاب اور بنگال میں احرار پارٹی اور کسان پارٹی جیسی مسلم جماعتیں مسلم لیگ کے دائرہ سے باہر ہیں اس لئے درحقیقت وہ مسلم نہیں ہیں۔ ہم کانگرسیوں کو کانگرس کے اندر بھاری تعداد رکھنے والے مسلمانوں کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیئے اس کے متعلق مجھے مسٹر جناح کی رائے عملی طور پر معلوم نہیں ہو سکی۔ کیا مسٹر جناح یہ چاہتے ہیں۔ کہ کانگرسی مسلمان کانگرس سے کنارہ کش ہو کر مسٹر جناح کے سامنے سرنگوں ہو جائیں؟ مسلمان کسان اور مزدوروں کے ان عظیم ہجوموں کو میں کیا کہوں۔ جو کہ میری تقریریں سننے کے لئے آتے ہیں۔

مسٹر جناح نے جس اصول کا ذکر کیا ہے وہ غیر معمولی نقصان دہ اور مسلمانوں کے لئے نہایت نامنصفانہ ہے۔ مسٹر جناح نے مسلمانوں کو تیسری پارٹی کا نام دیا ہے۔ یہ پوزیشن مسلمانوں کے لئے باعث فخر نہیں ہو سکتی۔ مسٹر جناح یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان ایک علیحدہ سیاسی جماعت کی حیثیت سے برطانوی امپیریلزم اور ہندوستانی قوم پرستی کے درمیان رہیں۔ بظاہر ایک دوسرے کے خلاف صف آرا کرائیں۔ اور اعلیٰ تر مفاد عامہ کو قربان کر کے بھی فرقہ وارانہ فائدہ حاصل کریں۔

لوگ مشترکہ اقتصادی مفاد رکھنے کی وجہ سے ایک دوسرے کے قریب آگئے ہیں۔ اور خصوصاً ایک غلام ملک میں مشترکہ قومی مفادات ان کے باہمی تعلقات کو مضبوط بنا سکتے ہیں۔ سیاسی اور اقتصادی مفاد کو قربان کر کے فرقہ دار مفاد کی حوصلہ افزائی کرنا رجعت پسندی کی حمایت کرنا ہے۔ اور زمانہ وسطیٰ کے حالات کو از سر نو پیدا کرنا ہے۔ آج کل کے حقیقی مسائل افلاس۔ بھوک۔ بے روزگاری۔ اور امپیریلازم اور قوم پرستی میں کشمکش ہے تاریخی نقطہ نگاہ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس وقت کشمکش امپیریلزم اور نیشنلزم کے درمیان ہے۔

کانگرس ہندوستانی قوم پرستی کی علمبردار ہے۔ اور اس لئے ہندوستان کا مستقبل اسی کے ہاتھ میں ہے اس وقت ہندوستان میں صرف دو طاقتیں ہیں۔ برطانوی امپیریلزم اور کانگرس جو کہ ہندوستانی قوم پرستی کی ترجمان ہے کانگرس ایک جمہوری جماعت ہے اور اس کی جڑیں ہندوستان کی زمین میں بہت گہری جا چکی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کانگرس سے غلطیاں ہوں۔ لیکن وہ ہمیشہ سارے ملک کے مفاد اور قومی آزادی کو مدنظر رکھتی ہے۔ اور دانستہ طور پر تنگدلانہ اور فرقہ دار نقطہ نگاہ سے پہلو تہی کرتی ہے۔

مسلم لیگ ایسے مسلمانوں کے طبقہ کی نمائندگی کرتی ہے۔ جو کہ اعلیٰ متوسط طبقہ کے لوگوں میں کام کرتے ہیں۔ مسلم لیگ کے بہت سے ممبروں کے مقابلہ پر مجھے مسلم عوام کے ساتھ زیادہ واسطہ پڑا ہے۔ میں مسلم عوام کی بھوک۔ افلاس اور مصیبت کے متعلق ان لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں جو کہ کونسلوں میں نشستوں اور سرکاری محکمہ جات میں فی صدیوں کی باتیں کرتے ہیں۔

صدر کانگرس کی حیثیت سے میں مسلم اور ہندو عوام کے افلاس اور بھوک کی ترجمانی کرتا ہوں کانگرس تمام پارٹیوں کے تعاون کا خیر مقدم کریگی وہ مسلم لیگ کے لئے اسی طرح بخوشی تعاون کرنے کو تیار ہے۔ جس طرح وہ دیگر جماعتوں کے ساتھ تعاون کرنے کو تیار ہو سکتی ہے۔ لیکن اس تعاون کی بناء امپیریلزم کی مخالفت اور عوام کی بہبود کا ہی ہو سکتی ہے۔

ترکی اور فرانس کی کشمکش

گذشتہ چند ہفتوں سے ترکی میں جذبات بہت برہم ہو گئے ہیں اس مبینہ اطلاع کے وصول ہونے پر کہ فرانسیسی حکومت کو ترکی کے اس مطالبہ سے ہمدردی نہیں ہے کہ صوبجات انطاکیہ و اسکندرونہ کو نئی قائم شدہ شامی جمہوریت میں شامل نہ کیا جائے۔ بلکہ ان کو وہی آزادی دی جائے جو لبنان کو دیگئی ہے۔ ترکی طلبہ کا ایک جلسہ کچھ دنوں قبل یہاں میکسیم اسکوئر میں فرانسیسی قونصلیہ کے قریب منعقد ہوا تھا۔ اگرچہ عہدہ داروں نے اس کی ممانعت کر دی تھی اس موقعہ پر فرانسیسی حکومت کی روش کے خلاف احتجاج کے مظاہرے ہوئے آتش فرد انجمن نے اس جلسہ کو منتشر کر دیا۔ اور سوار پولیس برہنہ تلواریں لئے ہوئے فرانسیسی قونصلیہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھی تاکہ مخاصمانہ روش کا سدباب کیا جائے اسی روز حکومت کے پایۂ تخت انقرہ سے ایک اعلان جاری کیا گیا۔ جس میں طلبہ کی سیاسی مداخلت کو ناپسند کیا گیا

62

اور ملیشیا کے سارے نظامات کی تحلیل کا اعلان کیا گیا تھا۔ ترکی کی حکومت ان ترکی کے صوبوں کے مستقبل کے متعلق بے تردد کا اظہار کر چکی ہے۔ متعدد حلقوں میں یہ رائے ظاہر کی جا رہی ہے۔ کہ ان صوبوں کی ترکی کو واپسی ضروری ہے۔ اور اس مقصد کے حصول کیلئے پروپیگنڈا شروع ہو چکا ہے۔ سمجھا جاتا ہے۔ کہ ترکی قوم جو نیرنگ کے مقابلہ کی کسی طرز حکومت پر راضی ہو جائیگی۔ لیکن شام کی سی حکومت کو وہ ناپسند کرتی ہے۔ اور نہیں چاہتی کہ وہ کسی اور کے زیر حفاظت رہے۔

خریداران الفضل سے ضروری گذارش

جن دوستوں نے میرے ذریعہ اخبار الفضل اپنے نام پر جاری کرا کر چندہ ششماہی یا سالانہ پر ادا کرنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ ان میں سے بعض دوستوں نے اس وعدہ کو پورا نہیں کیا۔ اب اس اعلان کے ذریعہ انکی خدمت میں عرض ہے۔ کہ وہ بہت جلد اپنا حساب صاف کر دیں۔ اور حساب دہ بابت چندہ الفضل انکے ذمہ رہتا ہے۔ وہ منیجر صاحب الفضل کو بذریعہ منی آڈر ارسال فرما دیں۔ تاکہ آئندہ بھی انکی طرف سے چندہ الفضل کی ادائیگی میں کچھ دیر ہو جائے۔ تو دفتر کو کچھ تردد نہ ہو۔ اسی طرح جن دوستوں کا چندہ اب ختم ہو رہا ہے۔ وہ بھی

یہ۔ وہ مہربانی فرما کر چندہ پیشگی ارسال فرما دیں پس دوستوں کیلئے اجتناب اس اعلان کو پڑھ کر ضرور اپنے فرائض کی ادائیگی کا فکر کریں۔ اگر کسی صاحب نے چندہ کی ادائیگی میں کچھ مہلت لینی ہو۔ تو مجھے مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دیجئے۔ تاکہ بشرط ضرورت منیجر صاحب کی خدمت میں کچھ عرض کیا جائے۔

۲۵ جنوری تک اس اعلان کے نتیجہ کو دیکھ کر وی پی بھیجے جائینگے جن کا خرچ وصولی یا عدم وصولی کی صورت میں خریدار کے ذمہ ہوگا لہذا اطلاعاً عرض ہے۔ محمد ممتاز بھرانی۔ نمائندہ "الفضل" براستہ لالووالی بنگلہ۔ ضلع سرگودھا۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

پیرس ۱۱ر جنوری - دفتر وزارت خارجہ فرانس کے ایک رکن نے اعلان کیا ہے کہ فرانس اس امر کا فیصلہ کر چکا ہے کہ مراکش میں جرمن والنٹیروں کو نہ گھسنے دیا جائے۔ فرانسیسی اخبارات کی اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ ۲۷ر دسمبر کو کیوٹا میں ۱۲۰۰ جرمن والنٹیر وارد ہوئے - اور اس کے بعد جمعہ کو ڈیڑھ ہزار والنٹیر وارد ہوئے

نئی دہلی ۱۱ر جنوری - تازہ ترین اطلاعات مظہر ہیں کہ وادی خیسورہ میں پھر شورش شروع ہو گئی ہے - فوجی دستے نے دو مرتبہ قبائلی لوگوں پر حملہ کیا۔ دو اشخاص ہلاک ہوئے اور دو گرفتار کر لئے گئے۔ ایک لڑائی کے دوران میں ایک ہندوستانی سپاہی ہلاک ہوا - اور دو ہندوستانی افسر اور سات سپاہی مجروح ہوئے

اشبیلیہ ۱۱ر جنوری - باغیوں نے ریڈیو کے ذریعہ اعلان کیا ہے کہ حکومت ہسپانیہ کے ہوائی جہازوں نے خود ہی برطانوی سفارتخانہ پر بمباری کی تاکہ حکومت برطانیہ کو باغیوں کے خلاف اعلان جنگ کرنے کی ترغیب دی جائے

کانپور ۱۱ر جنوری - آج کانپور کے تجارتی مرکز نیا گنج کے ڈاکخانہ سے ملحق لیٹر بکس میں آگ لگ جانے سے ۱۰۰۰ سے زائد خطوط جل گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کسی نے ایک لفافے میں آتشگیر مادہ ڈال کر اسے لیٹر بکس میں ڈال دیا تھا - پولیس تحقیقات کر رہی ہے۔

لاہور ۱۱ر جنوری - مسٹر ایس پرتاب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کی عدالت میں مسٹر کے ایل گابا کی درخواست انتقال مقدمہ کی سماعت ہوئی - بحث کے بعد عدالت نے فیصلہ محفوظ رکھا۔

امرتسر ۱۱ر جنوری گیہوں حاضر ۳ روپے ۵ آنے سے ۳ روپے ۱۰ آنے تک گیہوں ماگھ ۳ روپے ۴ آنے ½ ۱۰ پائی - گیہوں چیت ۳ روپے ۵ آنے ½ ۱۰ پائی - نخود حاضر ۲ روپے ۵ آنے کھانڈ دیسی ۷ روپے ۲ آنے سے ۸ روپے ۶ آنے تک بنولے ۱ روپیہ ۴ آنے - روئی ۱۶ روپے ۴ آنے سونا دیسی ۵۱/۵۲ روپے ۴ آنے چاندی دیسی ۵۳ روپے ۴ آنے ململ ۲۷ ۴ روپے ۱ آنہ ۳ پائی - ململ نمبر ۲۶ ۱۱ روپے ۱۴ آنے ہے۔

میڈرڈ ۱۱ر جنوری - میڈرڈ کے تمام شہریوں کو جو میڈرڈ کے دفاع میں شریک نہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے - میڈرڈ سے چلے جائیں۔ میئر نے ۲۰ سال سے اوپر کے تمام لوگوں سے مکرر اپیل کی ہے کہ وہ سرکاری فوج میں بھرتی ہوں۔

نانکن ۱۱ر جنوری - چین کے انقلابی عنصر نے جس میں اشتراکی بھی شامل ہیں۔ سیانفو پر قبضہ کر لیا ہے - ان کا پروگرام جاپان کی مخالفت پر مبنی ہے۔

شملہ ۱۱ر جنوری - ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں ایم ڈونلی ایم - بی - ای ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس صوبہ سرحد کو زیر دفعہ ۳۰۷ تعزیرات ہند ۱۸ ماہ قید سخت کی سزا دی گئی ہے - ملزم کے خلاف ایک کانسٹیبل کو تلوار سے زخمی کرنے کا الزام تھا - ملزم کو بادشاہ کے پولیس میڈل کے علاوہ دیگر کئی امتیازی تمغہ جات ملے ہوئے ہیں -

بغداد (بذریعہ ڈاک) ممالک عرب میں آج کل اس بات کا بہت چرچا ہے کہ یمن اب سازشوں کا گھر بن رہا ہے امام یحیٰی کی صحت خراب ہے - وہ اپنے بیٹوں کے ساتھ ان کا اتفاق نہیں - اور اس کے ساتھ ہی اہل یمن میں شدید اختلافات موجود ہیں - ان تمام باتوں کے پیش نظر یمن میں خطرے کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

نئی دہلی ۱۱ر جنوری - اسمبلی کے اجلاس قریب آنے کے ساتھ ساتھ ایک مرتبہ پھر وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل میں وزارت مواصلات کے قیام کا مسئلہ درپیش ہے - حکومت ہند اپنے اس اصول پر قائم ہے - لیکن ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا - کہ اس بارے میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔

الہ آباد ۱۱ر جنوری - ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندہ کی ملاقات کے دوران میں سر شفاعت احمد نے میثاق بنگال کا خیر مقدم کرتے ہوئے امید ظاہر کی - کہ اس میثاق سے بنگال کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات کا ایک نیا دور شروع ہو گا - یہ میثاق ایک معقول اور عملی دستاویز ہے۔

لنڈن ۱۱ر جنوری "ٹائمز" کا سیاسی نامہ نگار رقمطراز ہے - کہ جرمنی اور اطالیہ کی طرف سے جو جواب موصول ہوئے ہیں - وہ نفی کے برابر ہیں - ان جوابات میں مذکور ہے - کہ ہسپانیہ میں غیر ملکی رضاکاروں کے داخلہ کو بند کرنے کا سب سے زیادہ مؤثر طریقہ یہی ہے۔ کہ سفیروں کی وساطت سے آئینی اقدام کیا جائے۔

نئی دہلی ۱۱ر جنوری - کرکٹ کنٹرول بورڈ نے ہندوستان کی کرکٹ ٹیم کے متعلق جو کمیٹی مقرر کی تھی - اس کی رپورٹ شائع ہو گئی - رپورٹ میں لکھا ہے کہ ٹیم کا انگلستان میں نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا گیا - لیکن بعض ارکان کی باہمی کشمکش کے باعث ٹیم میں باہمی تعاون کی روح مفقود ہو گئی تھی

استنبول ۱۱ر جنوری - مصطفیٰ کمال پاشا قونیہ سے واپس آ رہے ہیں جس کی وجہ یہ ہے - کہ ترکی اور فرانس کے درمیان بلا واسطہ گفت و شنید شروع ہو جانے سے سیاسی حالات قدرے بہ اصلاح ہو گئے ہیں۔

نیو یارک ۱۱ر جنوری - مفاہمت کی گفت و شنید کا سلسلہ منقطع ہو جانے سے موٹر سازی کے پانچ مزید کارخانے بند ہو گئے ہیں -

برلن ۱۱ر جنوری - جرمنی اور فرانس کے تعلقات روز بروز زیادہ کشیدہ ہو رہے ہیں - جرمنی اخبارات کا بیان ہے کہ فرانس ہسپانوی مراکش پر قبضہ کرنے کی تیاریاں کر رہا ہے - ان اخبارات نے برطانیہ کو تنبیہہ کی ہے - کہ اگر فرانس نے ہسپانوی مراکش پر قبضہ کر لیا - تو جبل الطارق کے سامنے فرانسیسی ایک زبردست قلعہ تعمیر کریں گے - جس سے اول تو جبل الطارق کی عسکری حیثیت جاتی رہے گی - دوسرے اس بندرگاہ کو ہر وقت دشمن کے حملہ کا خطرہ رہے گا

کراچی ۱۱ر جنوری سر فیروز خان نون آج بذریعہ ہوائی جہاز یہاں پہنچے اور ۶ بجے شام عازم دہلی ہوئے -

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا - ایڈیٹر - غلام نبی